Shamsul Arfin, Guest Faculty (Urdu)
Raja Singh College,Siwan
B.A 1(H),Paper 1,(Wardat)Chapter.1

شکوہ شکایت

حقیقت نگاری پریم چند کے افسانوں کی اہم خصوصیت ہے. انہوں نے زندگی کو جیسا پایا ویسا ہی بیان کیا. زندگی کی سچی اور حقیقی تصویر کشی انہوں نے اپنے افسانوں میں کی ہے-انہوں نے اپنے افسانہ "شکوہ شکایت" میں انسان کے کردار کو ابھارا ہے اور اس کے اثرات ہمارے معاشرہ پر کیا پڑتے ہیں اس پر بھی روشنی ڈالی ہے .

اس افسانے میں ایک ایسی عورت ہے جس کی زندگی کا بڑا حصہ گھرمیں ہی گزر گیا-اسے کبھی آرام نصیب نہیں ہوا اس کا شوہر دنیا کے لئے بہت ہی دریا دل ہے وہ سوچتی ہے کہ میرے شوہردنیا کی نظر میں بڑے نیک اور خوش خلق، فیاض، سمجھدار ہوں گے لیکن جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے یعنی میں ان کے ساتھ رہتی ہوں تو مجھے پتا ہے کہ وہ کیسے ہیں- انہیں اپنے گھر کی فکر ہی نہیں ہے-

دنیا والوں کو تو ایسے لوگوں کی تعریف کرنے میں مزا آتا ہے جو اپنے گھر کو جہنم میں ڈال رہا ہو اور اپنا گھر تباہ کر رہا ہو- جو انسان اپنے گھر والوں کے لئے فیاض اور خوش خلق ہے ان کی تعریف دنیا والے نہیں کرتے ہیں وہ تو دنیا کی نظر میں خود غرض، بخیل، تنگدل اور مغرورہے- مگر اسکے شوہر کا شعار سماج کے گرے ہوئے طبقے کے لوگوں کی عزت کرنا ہے انکو اوپر اٹھانا ہے- وہ ہمیشہ دوسروں کی فکر میں رہتے ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں-

دوستوں کی مہمان داری اور تکمیل میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں ان کا خاص کام لوگوں کی امداد کرنا ہے- گھر پر کوئی مصیبت آن پڑے ذرّہ بھر کی بھی فکر نہیں ان کے انہی کاموں کی وجہ سے بیوی بہت پریشان رہتی ہے- جب بھی کوئی چیز منگاتی ہے تو ایسی دکان سے لاتے ہیں جہاں کوئی گاہک بھول کر بھی نہ جاتا ہو،چیز بھی اچھی نہیں ملتی اور نہ وزن ٹھیک رہتا ہے نہ ہی دام مناسب رہتا ہے-

ایک بار زیور بنوانا تھا بیوی اپنے پہچان کے ایک سنار کو بلا رہی تھی اتفاق سے اس کے شوہر بھی موجود تھے بولے نہیں دھوکا کھا جاؤں گی- میں ایک سنارکو جانتا ہوں میرے ساتھ کا پڑھا ہوا ہے میرے ساتھ دھوکا نہیں کرے گا-بیوی نے سمجھا کہ ان کا دوست ہے تو کہاں تک دوستی کا حق نہ نبھائے گا سونے کا ایک زیور اور پچاس روپے ان کے حوالے کر دیے-ان کے سنار دوست نے آدھا تانبہ آدھا سونا ملا ہوا زیور لاکر دے دیا-ایسے ایسے وفاداردوست ہیں ان کے جنہیں اپنے دوست کے گردن پر چھری پھیرنے میں عار نہیں- ہر روز کوئی نہ کوئی ان سے کچھ نہ کچھ مانگنے کے لیے سر پر سوار رہتا اور بنا لیے کوئی ان کا گ

لا نہیں چھوڑتا ،مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی نے واپس روپے ادا کئے ہوں۔آدمی ایک بار کھو کر سیکھتا ہے دوبار کھو کر سیکھتا ہے۔ مگر یہ بھلے مانس ہزار بار کھو کر بھی نہیں سیکھتے۔ جب بھی روپے واپس مانگنے کو کہتی ہوں ہو یہ بغلیں جھانک کر رہ جاتے ہیں۔ یہ نہ تو اپنےدوستوں کو بہانہ بنا کر ٹال سکتے ہیں اور انکار تو کر ہی نہیں سکتے۔ بے چارے کیسے انکار کرے آخر لوگ جان جائیں گے کہ یہ حضرت بھی فاقہ مست ہیں۔ دنیا انہیں امیرسمجھتی ہے چاہے میرے زیورہی کیوں نہ گروی رکھنے پڑے۔بعض دفعہ توگھرمیں ایک ایک پیسہ کی تنگی ہو جاتی ہے مگر اس آدمی کو تو روپے گھرمیں کاٹتے ہیں۔جب تک روپے ختم نہ کر لیں چین نہیں آتا۔

ہر روز کوئی نہ کوئی مہمان آجاتا ہے۔ چھوٹا سا تو گھر ہےدو چارپائی اوراوڑھنا بچھونا بھی زیادہ نہیں۔ جب مہمان آتے ہیں تو ان کو تو چارپائی چاہیے اوڑھنا بچھونا بھی چاہئے گھر کے پردے کھول میں اور میرے بچے رات گزارتے ہیں۔ضرورت کے وقت ایک بھی دوست ایسا نہیں جو دھیلے سے بھی مدد کر سکے۔ ایک بار توخدمت گزار چلا گیا اور دوسرا خدمت گذار نہیں مل رہا تھا کہیں سے ایک بانگڑو کو پکڑ کر لائیں اسے کام کرنے کی تمیز نہ تھی یہ حضرات جھاڑو لگاتے اور وہ بیٹھکر دیکھا کرتا تھا میں نے اسے ایک دن نکال دیا ۔

ایک دفعہ مہتر نے اتارے کپڑوں کا سوال کیا تو انہوں نے اپنا کوٹ اتار کر دے دیا۔ حضرت کے پاس ایک یہی کوٹ تھا یہ بھی خیال نہ آیا کہ پہنیں گے کیا۔ مہتر نے سلام کیا دعائیں دیں اور اپنی راہ لی۔ ان کے ایک بھائی تحصیلدار ہیں گھر کی ساری جائیداد انہیں کی نگرانی میں ہے۔ ایک بارروپے کی سخت ضرورت ہوئی میں نے ان سے کہا کہ بھائی صاحب سے خط لکھ کر منگوا لیجئے وہ ٹال گئے۔ آخر میرے مجبور کرنے پر خط لکھا معلوم نہیں کیا لکھا کہ روپے آئے ہی نہیں۔ خدا کے فضل سے دو بچے ہیں دو بچیاں بھی ہیں۔ جب بیٹی کی شادی کا وقت آیا تو جہیز کے نام سےبھڑک گئے کسی طرح سے بیٹی کی شادی ہوئی کئی دنوں تک بول چال بند رہی۔

اصل میں پریم چند اس افسانہ میں ایک ایسےانسان کی تصویر کشی کرتے ہیں جو بلکل سیدھا سادا ہے۔ معاشرہ کے لوگ اسے ہر طرح سے بے وقوف بناتے ہیں اور یہ بیوقوف بن بھی جاتے ہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بیوقوف ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معاشرہ کے لوگوں کی تکلیف،لوگوں کا درد اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اوجو دوسروں کے لیے زندہ ہے۔ اُسکی زندگی خود کتنی مصیبتوں میں ہے مگر اسے ذرّہ برابر بھی فکر نہیں۔وہ تو بس سبکے ساتھ خوش اخلاقی اور فیاضی سے رہتا ہے۔

اس کے کردار کے ذریعے پریم چند ہمیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایسے کردار کی وجہ سے ہی دنیا میں زندگی قائم ہے۔خود انکی بیوی جوان کے ہر اعمال و افعال کی مخالفت کرتی ہے، لیکن ان کو دل کی گہرائیوں سے چاہتی بھی ہے ان کی بیوی کہتی ہے کہ"مگر کچھ عجیب دل لگی ہے کہ ان ساری برائیوں کے باوجود میں ان سے ایک دن کے لیے بھی جدا

نہیں رہ سکتی۔ان سارے عیوب کے باوجود میں انہیں پیار کرتی ہوں ان میں وہ کون سی خوبی ہے جس پر میں فریفتہ ہوں مجھے خود نہیں معلوم مگر کوئی چیز ہے ضرور جو مجھے ان کا غلام بنائے ہوئے ہے"

پریم چند نے افسانہ "شکوہ شکایت" کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنےکی کوشش کی ہے کہ انسان کی ظاہری خوبی کی کوئی حیثیت نہیں جب اس کی باطنی خوبی نیک ہو۔ باطنی خوبی سے ہی انسان کی قدرومنزلت بڑھتی ہے اور وہ لوگوں کے دلوں پرراج کرتا ہے اور اپنی ایک الگ پہچان چھوڑ جاتا ہے۔